31

ابھی خدشات باقی ہیں اس لیے تم دعاؤں میں لگے رہو تا خدا تعالیٰ اسلام کو ہر قسم کے دشمنوں سے محفوظ رکھے

(فرمودہ 29/اکتوبر 1954ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ سب مل کر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ان مصائب سے جو اس کے سامنے آ رہے ہیں محفوظ رکھے۔ گو خطبہ میں تو یہ فقرہ نہیں چھپا لیکن میں نے کہا تھا کہ اگر تمہارا خدا چاہے تو تین دن کے اندر اندر ان لوگوں کی طاقت کو توڑ دے اور برسرِ اقتدار لوگ جو اس وقت شرارت کر رہے ہیں اُن کے فتنہ سے ملک کو بچا لے۔ خدا کی قدرت دیکھو جمعہ کو میں نے یہ الفاظ کہے اور اتوار کو گورنر جنرل نے دستور ساز اسمبلی توڑ دی اور نئی وزارت بنانے کے لیے مسٹر محمد علی کو دعوت دے دی۔ گویا خطبہ پر پورے تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ خطرات جو پاکستان کو پیش آ رہے تھے عارضی طور پر ٹل گئے۔ عارضی طور پر میں نے اس لیے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اس عارضی انتظام سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ بہرحال جو کچھ واقع ہوا ہے اس سے

معلوم ہو گیا ہے کہ ہماری دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ خطرات ایک وقت تک ٹل گئے ہیں اور آئندہ کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ وہی جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہو گا۔ انسان تو حاضر کو دیکھتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ باوجود اس کے کہ ہم میں کوئی طاقت نہیں، ہماری کوئی حیثیت نہیں ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں حاضر کو بدل سکتا ہے تو اگر ہم دعائیں جاری رکھیں تو وہ مستقبل کو بھی اچھا بنا سکتا ہے۔ حاضر کو بدلنا بظاہر مشکل نظر آتا ہے لیکن مستقبل کے بدلنے میں چونکہ کچھ وقت مل جاتا ہے اس لیے یہ کام بظاہر آسان ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آخری ایام میں دستور ساز اسمبلی ایک کھیل بن کر رہ گئی تھی اور بعض قوانین تو اتنی جلدی جلدی پاس کیے گئے تھے کہ ان کا دستور ساز اسمبلی کے اکثر ممبروں اور گورنمنٹ کے افسروں کو بھی پتا نہیں لگا۔ مثلاً دستور ساز اسمبلی نے ایک فیصلہ یہ کیا تھا کہ گورنر جنرل کے سب خصوصی اختیارات سلب کر لینے چاہییں، اسے کوئی اختیار حاصل نہ ہو، وہ محض رسمی طور پر گورنر جنرل ہو۔ مسٹر اے کے بروہی جو قانون کے وزیر تھے اور اسمبلی کے انچارج تھے انہوں نے اعلان کیا کہ مجھے بھی پتا نہیں لگا کہ یہ قانون کب پاس کر لیا گیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ آخری ایام میں بعض فیصلے افراتفری میں کیے گئے تھے تا کہ نئی اسمبلی کے آنے سے پہلے پہلے ایسے تغیرات پیدا کر دیئے جائیں کہ دوسری پارٹی سے مقابلہ کیا جا سکے۔

اب موجودہ حالت میں ایک تغیر تو یہ نظر آتا ہے کہ مرکزی کابینہ میں ایسے آدمی آگئے ہیں جو اگرچہ لیگ کے ممبر تو نہیں لیکن کسی نہ کسی رنگ میں انہوں نے ملک کی خدمت کی ہے۔ مثلاً آج ہی حکومت کا یہ اعلان اخبارات میں چھپا ہے کہ سرحد کے سُرخ پوش لیڈر ڈاکٹر خان صاحب کو وزارت میں لے لیا گیا ہے۔ کسی گزشتہ جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں مَیں نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ میں پشاور کے سفر میں ڈاکٹر خان صاحب سے ملا اور ایک گھنٹہ تک ان سے گفتگو کی۔ اور تقریر میں مَیں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس گفتگو کا جو اثر مجھ پر ہوا وہ یہی تھا کہ آپ اسلام اور وطن کے خیرخواہ ہیں۔ دوسرے مسلمان جو چاہیں ان کے متعلق خیال کریں مگر جہاں تک ان کا سوال ہے، وہ ان کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ سرکاری اعلان میں یہ بتایا گیا ہے کہ انہیں نئی کابینہ میں لے لیا گیا ہے اور شاید ابھی دوسری پارٹیوں کے نمائندے

بھی مرکزی کابینہ میں لیے جائیں۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جن کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو اُن خطرات سے بچا لے جو انہیں آئندہ پیش آنے والے ہیں۔

ذاتی طور پر میری تو یہی رائے تھی کہ مسلم لیگ کو جس نے پاکستان کو حاصل کرنے میں نمایاں کام کیا ہے کچھ مدت کام کرنے کا موقع دیا جائے تا کہ وہ اپنے اس کام کی تکمیل کر سکے جس کے کرنے میں اس نے بہت سی قربانیاں کی تھیں۔ لیکن اس بات کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ لیگ کے وہ ممبر جنہوں نے پاکستان کے لیے قربانیاں کی تھیں ان میں سے ایک حصہ اب مسلم لیگ سے نکل گیا ہے یا انہیں باہر نکال دیا گیا ہے۔ اور موجودہ مسلم لیگ کچھ تو اُن لوگوں پر مشتمل ہے جنہوں نے پاکستان کے لیے قربانیاں کی تھیں اور کچھ اُن لوگوں پر مشتمل ہے جنہوں نے قربانیاں تو نہیں کی تھیں ہاں بعد میں عزت کے لیے شامل ہو گئے تھے۔ مسلم لیگ سے اُن لوگوں کا نکل جانا جنہوں نے ملک کی خاطر قربانیاں کی تھیں ایک ایسی چیز ہے جو دل میں افسوس پیدا کرتی ہے۔ پھر موجودہ ممبروں میں سے بعض سے ایسی حرکات سرزد ہوئی ہیں جو تکلیف دینے والی ہیں۔ مثلاً مسلم لیگ کے ایک ممبر جو بڑی حیثیت کے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے ایک دَورہ پر باہر گئے اور اُس جگہ انہوں نے تین چار تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک احمدی مرتد اور واجبُ القتل ہیں۔ اگر ہمیں طاقت ملے تو ہم انہیں قتل کر دیں ورنہ ہم انہیں اقلیت ضرور قرار دے دیں گے۔ گویا وہ حکومت جس نے اس قسم کی تقاریر کو فتنہ و فساد کا موجب قرار دیا اور فسادات کی تحقیقات کے لیے ایک کورٹ آف انکوائری مقرر کی جس نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اِس قسم کی تقاریر ہوتی رہیں تو حکومت زیادہ دیر تک چل نہیں سکتی۔ اس قسم کی تقاریر حکومت کی جڑوں پر تبر رکھنے کی مصداق ہیں۔ اس حکومت کا ایک نمائندہ باہر جاتا ہے اور اس قسم کی تقاریر کرتا ہے۔ اس غیر ملک کی حکومت نے اس کے خلاف تحقیقات کا حکم دیا۔ اتنے میں وہ پاکستان آ گیا اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔ بہر حال اس نے فتنہ پیدا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہماری مقامی جماعت نے عقلمندی سے کام لیا کہ جب پولیس نے کارروائی شروع کی اور احمدیوں سے پوچھا کہ اگر وہ چاہیں تو مقامی غیر احمدی

معززین کی ضمانتیں لے لی جائیں تو انہوں نے کہا کہ مقامی لوگوں کا کیا قصور ہے، انہوں نے غیر حکومت کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے اس کا ادب اور احترام کیا تھا، انہیں کیا پتا تھا کہ یہ شخص اپنی تقریر میں کیا کہنے والا ہے۔ جماعت کے اس رویے کا دوسرے مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا اور انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ احمدیوں نے بہت اچھا نمونہ دکھایا ہے۔

پھر انہی ایام میں جب لیگ کنونشن ہونے والی تھی اس کے ایک ممبر کی طرف سے یہ ریزولیوشن پیش ہوا۔ اگرچہ کنونشن نہ ہوئی اور وہ ریزولیوشن بھی پیش نہ ہوا تاہم اس نے اپنی طرف سے یہ تحریک کر دی تھی کہ لیگ کے ممبر اسمبلی میں پاس کر دیں کہ ملک میں دوسری شادی ممنوع قرار دے دی جائے اور یہ قاعدہ بنا دیا جائے کہ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص دوسری شادی نہ کر سکے۔ یہ قانون اس قسم کا ہے کہ سوائے امریکہ کے کسی ملک میں بھی رائج نہیں۔ امریکہ میں دوسری شادی ممنوع ہے لیکن دوسری جگہوں پر ایسا نہیں۔ مثلاً انگلستان ہے وہاں یہ قانون ہے کہ پادری دوسری شادی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب کوئی دوسری شادی کے لیے پادری کے پاس آئے گا تو وہ اس سے انکار کر دے گا۔ اور پادری کے انکار کی وجہ سے وہ شادی گورنمنٹ تسلیم نہیں کرے گی۔ اِسی طرح رجسٹریشن کا محکمہ ہے وہ دوسری شادی کی رجسٹریشن سے انکار کر دے گا۔ اس لیے وہ شادی قانونی شادی نہیں کہلائے گی۔ لیکن اس کے یہ معنی ہیں کہ عیسائیوں پر اس قانون کا اطلاق ہو گا دوسروں پر نہیں۔ اگر کوئی دوسری شادی اسلامی یا ہندو طریق پر کر لے تو حکومت کہے گی کہ ہم دوسری بیوی کو قانونی طور پر بیوی تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن یہ کہ شروع سے ہی دوسری شادی نہ کی جائے اس میں وہ روک نہیں بنے گی۔ چنانچہ وہاں غیر مذاہب کے لوگ دوسری شادیاں کرتے ہیں لیکن چونکہ وہ شادیاں قانونی شادیاں نہیں ہوتیں اس لیے وہ اپنی زندگی میں جائیداد کا ایک حصہ دوسری بیوی کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ حکومت صرف یہ کہہ دیتی ہے کہ ہمارے ہاں یہ شادی، شادی شمار نہیں ہو گی۔ یہ نہیں کہے گی کہ اپنے مذہب کے مطابق دوسری شادی کرنا جُرم ہے۔ وہ اسے شادی تسلیم نہیں کرے گی۔ اور اگر خاوند اُس بیوی کے لیے اپنی جائیداد کا کچھ حصہ اپنی زندگی میں ہی وقف کر دے تو وہ اس سے منع نہیں کرے گی۔ لیکن اس قسم کا مسودہ مسلم لیگ کی مجلس عامہ میں پیش ہونا

اور پھر ایک مسلمان ممبر کی طرف سے پیش ہونا درحقیقت مذمّت کا ووٹ تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف جن کی گیارہ بیویاں تھیں یہ مذمت کا ووٹ تھا، حضرت ابوبکرؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں، یہ مذمّت کا ووٹ تھا، حضرت عمرؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں، یہ مذمّت کا ووٹ تھا، حضرت عثمانؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں، یہ مذمّت کا ووٹ تھا، حضرت امام حسنؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔گویا جن لوگوں پر اسلام کی بنیاد تھی ان کے خلاف یہ مذمّت کا ووٹ تھا۔ پھر اُس زمانہ سے لے کر اب تک جتنے بزرگ اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اُن کے خلاف بھی یہ مذمّت کا ووٹ تھا۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنے اولیاء اسلام میں گزرے ہیں اُن میں سے اکثر کی بیویاں ایک سے زیادہ تھیں۔ امریکہ اس قسم کے قانون کو جاری کرنے میں معذور تھا کیونکہ وہاں کی حکومت اسلامی حکومت نہیں۔لیکن یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ ایک اسلامی مجلس میں ایک مسلمان کے منہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف، آپؐ کے خلفاء کے خلاف، آپؐ کے نواسے کے خلاف اور آپؐ کی امت کے اولیاء کرام کے خلاف اس قسم کی بے حیائی کے کلمات نکلیں۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ یہ قانون پہلے زمانہ میں تو بُرا نہیں تھا لیکن اب بُرا ہوگیا ہے۔ شریعت بدلتی نہیں۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز پہلے وقتی طور پر کسی مصلحت کے ماتحت جائز ہو پھر خداتعالیٰ نے اُس سے منع کر دیا ہو۔لیکن یہ بات بالکل نئی ہے کہ خداتعالیٰ نے تو ایک چیز کو جائز قرار دیا ہولیکن تیرہ سوسال کے بعد ایک مسلمان یہ کہے کہ اب وہ بات جائز نہیں۔

یہ ویسی ہی بات ہے جیسے مشہور ہے کہ کوئی جاہل پٹھان تھا۔ اس نے فقہ پڑھی ہوئی تھی۔ پٹھانوں میں بالعموم کنز پڑھائی جاتی ہے اور فقہ کا عام رواج ہے۔ اس پٹھان نے بھی کنز پڑھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس نے حدیث پڑھنی شروع کر دی۔ ایک دن یہ حدیث آ گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت امام حسنؓ روئے اور آپؐ نے انہیں گود میں اُٹھا لیا۔ اور جب سجدہ کرنے لگے تو انہیں نیچے بٹھا دیا۔ حنفی فقہ کے لحاظ سے اگر نماز میں کوئی بڑی حرکت واقع ہو تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ چنانچہ یہ حدیث پڑھتے ہی وہ

پٹھان بجائے یہ کہنے کے کہ کنز والے سے غلطی ہوگئی ہے اصل میں مسئلہ اس طرح ہے اپنی کم عقلی کی وجہ سے کہنے لگا کہ خو! محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ گویا شریعت کنز والے نے بنائی تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوئی تھی۔

یہی حال اس مسلمان ممبر کا ہے جس نے دوسری شادی کی ممانعت کا ریزولیوشن پیش کیا۔ گویا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حقوقِ مستورات کو نہ سمجھتے تھے۔ نَعُوْذُبِاللّٰہِ حضرت ابوبکرؓ کم عقل تھے، حضرت عثمانؓ کم عقل تھے، حضرت امام حسنؓ کم عقل تھے جنہوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ پھر اس کے نزدیک اولیائے امت کا اکثر حصہ کم عقل تھا جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ عقلمند صرف وہ مسلمان ممبر تھا جس نے شاید کبھی نماز بھی نہ پڑھی ہو۔ ہمارے لیے تو یہی بڑی مصیبت تھی کہ غیرمسلم اسلام کے خلاف حملہ کر رہے ہیں اور ہم اُن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب یہ دوسری مصیبت آن پڑی کہ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد خود بعض مسلمان کہلانے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ کرنے لگ گئے۔ حالانکہ کثرتِ ازدواج کا مسئلہ اپنے اندر بڑی بھاری حکمت رکھتا ہے اور مسلمانوں نے اس حکمت کو نہ سمجھ کر بہت بڑا نقصان اُٹھایا ہے اور اگر اب بھی انہوں نے اس کی حکمت کو نہ سمجھا تو وہ اَور بھی زیادہ نقصان اُٹھائیں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں تَزَوَّجُوْا وَدُوْدًا وَلُوْدًا فَاِنِّیْ مُفَاخِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ وَمُکَاثِرٌبِکُمْ۔1 تم ایسی عورتوں سے شادیاں کرو جو محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں کیونکہ میں قیامت کے دن تمہارے ذریعہ سے دوسری امتوں پر فخر کرنے والا ہوں اور ان کے مقابلہ پر اپنی امت کی کثرت کو پیش کرنے والا ہوں۔ اب یہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے۔ اور اس کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اول یہ کہ تبلیغ کی جائے۔ دوسرے یہ کہ کثرتِ ازدواج پر عمل کیا جائے۔ اگر ہر مسلمان مرد کی چار چار بیویاں ہوں اور ہر بیوی سے چار چار بچے ہوں تو وہ مرنے کے بعد مسلمانوں کی تعداد سولہ گُنے کرجائے گا۔ اور اگر 1/4 حصہ آبادی کی بھی ایک سے زیادہ شادی ہو تو ہر نسل کے بعد مسلم آبادی چار گنا ہو جائے گی۔ پھر تبلیغ کی جائے اور دوسرے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا جائے تو

آبادی اَور بھی بڑھ جائے گی۔ اگر مسلمان اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرتے تو آج ان کی اتنی کثرت ہوتی کہ کوئی ان پر ہاتھ نہ ڈال سکتا۔

جس زمانہ میں صوبہ بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا ہے اُس وقت قائداعظم نے چندہ کی اپیل کی اور ہماری جماعت نے اپنی نسبت کے لحاظ سے اس چندہ میں بہت زیادہ حصہ لیا اور قائداعظم نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے علاوہ جماعت کی طرف سے طبی وفود بھی بھیجے گئے۔ اس سے وہاں کے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں میں سے اگر کوئی فرقہ ان کی رہنمائی کرسکتا ہے تو وہ احمدی ہی ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک شخص قادیان آیا اور مجھ سے ملا اور اس نے کہا میں بہار سے آیا ہوں جو مصیبت ہم پر آئی ہے اُس کے متعلق آپ نے اخبارات میں پڑھا ہی ہوگا۔ میں نے کہا ہاں پڑھا ہے۔ اس نے کہا میں آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں کہ اب ہم کیا کریں؟ میں نے دریافت کیا کیا آپ احمدی ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ اس نے کہا میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ ہمیں اعتماد ہے کہ آپ جو رائے بھی ہمیں دیں گے وہ درست ہوگی۔ میں نے کہا میں نے اپنے پاس سے تو رائے دینی نہیں۔ میں نے تو جو رائے دینی ہے قرآن کریم اور حدیث کی رُو سے دینی ہے۔ میں نے پہلے بھی ایک مشورہ دیا تھا لیکن آپ لوگوں نے نہیں مانا۔ 1923ء میں جب ملکانہ میں ارتداد شروع ہوا تو اُس وقت میں نے اعلان کیا تھا کہ مسلمانو! تبلیغ کرو تا تمہاری تعداد زیادہ ہو اور تا اسلام کی تعلیم تمام دنیا میں پھیل جائے لیکن آپ لوگوں نے میری بات نہ مانی اور رات دن اِسی میں مشغول رہے کہ احمدیوں کو کافر قرار دیا جائے۔ بیشک ہماری جماعت تبلیغ کرتی تھی مگر اس کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ دوسرے مسلمانوں نے اس نیک کام میں اس کی مدد نہ کی بلکہ دوسرے مولوی تو یہاں تک کہتے تھے کہ تم بیشک دہریہ ہو جاؤ، آریہ بن جاؤ لیکن احمدیت میں داخل نہ ہونا۔ اگر آپ لوگ اُس وقت ہمارے ساتھ تعاون کرتے، ہم بھی تبلیغ کرتے اور آپ بھی تبلیغ کرتے تو آج تک لاکھوں لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہوتے اور کروڑوں لوگوں کو اسلام کی خوبیوں کا علم ہو جاتا۔ یہ پہلی بات تھی جو میں نے بتائی لیکن آپ لوگوں نے نہ مانی۔

اب تئیس سال کے بعد بہار میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوا ہے۔ میں اب ایک اَور علاج بتاتا ہوں لیکن تم نے پھر بھی میری بات نہیں ماننی۔ وہ کہنے لگا بتایئے۔ میں نے کہا تمہارے علاقہ میں بیس پچیس فیصدی اچھوت ہیں۔ ان کی مالی حالت نہایت گری ہوئی ہے۔ یہاں سے سِکھ لوگ جاتے ہیں اور وہ اُن کی لڑکیوں کو بیاہ لاتے ہیں۔ وہ قوم یا مذہب نہیں دیکھتے۔ وہ اپنی لڑکیاں صرف اس لیے بیاہ دیتے ہیں کہ وہ اچھا کھائیں گی، اچھا پئیں گی۔ گورنمنٹ کا اندازہ ہے کہ ہر سال پانچ چھ ہزار لڑکیاں وہاں سے سِکھ بیاہ لاتے ہیں۔ بہار میں چودہ فیصدی مسلمان ہیں۔ اگر ان میں سے نصف مرد ہوں تو سات فیصدی مسلمان مرد ہوئے۔ میں کہتا ہوں تم اس تعداد کو اَور بھی کم کر لو، تم انہیں پانچ فیصدی سمجھ لو۔ اگر تم عیاشی کے لیے نہیں، کسی دنیوی خواہش کے لیے نہیں بلکہ محض خداتعالیٰ اور اسلام کی خاطر ایک سے زیادہ شادیاں کرو تو تمہاری تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی۔ مثلاً اگر تم میں سے ہر مرد تین تین شادیاں کرے تو ایک ہی نسل سے تمہاری آبادی پانچ فیصدی سے پندرہ فیصدی ہو جائے گی۔ گویا پہلے اگر تم چودہ فیصدی تھے تو اب تم انتیس فیصدی ہو جاؤ گے۔ پھر آگے جو اولاد ہوگی وہ بھی شادی کرے گی۔ ہمارے ملک میں بالعموم ایک سال میں ایک فیصدی نسل بڑھتی ہے۔ اِس طرح تمہاری نسل چار فیصدی بڑھے گی۔ پھر اگر تمہاری اولاد اسی اصول پر عمل کرے تو تم دو نسلوں میں پچاس فیصدی ہو جاؤ گے۔ لیکن میں نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے میری اِس نصیحت پر عمل نہیں کرنا۔ اس لیے کہ اِس وقت خود تم میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے محبت نہیں رہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی باتیں جو حکمت سے پُر تھیں تم انہیں محض یورپ کی نقل میں ترک کر رہے ہو۔

پچھلی جنگِ عظیم کے بعد میں نے بعض جرمن مصنفین کی کتب پڑھیں۔ انہوں نے لکھا تھا کہ یہ مسئلہ اب قابلِ غور ہے کہ لوگ ایک سے زیادہ شادیاں کریں ورنہ ہماری قوم کی نسل ختم ہو جائے گی۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد تو حالات پہلے سے بھی زیادہ نازک ہو گئے تھے۔

غرض تبلیغ اور کثرتِ ازدواج ایسے اہم مسائل ہیں کہ اگر مسلمان ان پر عمل کرتے

تو خوردبین لگا کر بھی کوئی غیر مسلم نظر نہ آتا لیکن مسلمانوں نے تبلیغ کے عظیم الشان حکم کو بھی چھوڑا اور کثرتِ ازدواج کے متعلق جو حکم دیا گیا تھا اُس پر بھی عمل پیرا نہ ہوئے۔ وہ شخص کہنے لگا ہم لوگ تو غریب ہیں۔ اگر ہم کثرتِ ازدواج کے حکم پر عمل کریں گے اور زیادہ اولاد پیدا کریں گے تو ہم بھوکے مر جائیں گے۔ ہم تو پہلے ہی بھوکوں مر رہے ہیں۔ ہماری اولاد کہاں سے کھائے گی۔ میں نے کہا یہاں قانونِ قدرت تمہاری مدد کرے گا۔ دنیا میں جتنی بغاوتیں ہوئیں ہیں وہ مالداروں نے نہیں کیں، غرباء نے کی ہیں۔ مالداروں نے یوں کوئی جتھا بنا لیا ہو تو اَور بات ہے عام بغاوت کبھی اُن کے ذریعہ سے نہیں ہوئی (جیسے ہمارے ملک میں اسلامی جماعت ہے۔ محض بعض مفادات کے حصول کی خاطر اس نے ایک جتھا بنا لیا ہے۔ یہ ایک استثنائی اور بناوٹی صورت ہے)۔ پس امراء کی وجہ سے کسی ملک میں بغاوت کی عام آگ نہیں لگی۔ جب بھی کسی ملک میں بغاوت کی آگ لگی ہے ، بھوکوں سے لگی ہے۔ فرانس کی تاریخ پڑھ لو جب وہاں بغاوت ہوئی ہے، غرباء اور بھوکوں کی وجہ سے ہی ہوئی ہے۔ عوام بادشاہ کے خلاف اُٹھے۔ وہ فاقہ زدہ تھے۔ ان کی مالی حالت بالکل گر چکی تھی۔ انہوں نے جوش میں آ کر قصرِ شاہی کے سامنے مظاہرہ کیا۔ امراء اپنی حالت میں مست تھے۔ انہیں غرباء کی زبوں حالی کا احساس تک نہیں تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح ہم بے فکر ہیں اُسی طرح دوسرے لوگ بھی ہوں گے حالانکہ غرباء فاقے کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوئے اور قصرِ شاہی کے دروازہ کے سامنے جا کر انہوں نے فرانسیسی زبان میں روٹی روٹی کا نعرہ لگایا۔ ملکہ محل سے باہر گئی ہوئی تھی۔ جب وہ واپس لوٹی اور اس نے ہجوم کو دیکھا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ کیسا ہجوم ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ فاقہ زدہ لوگ ہیں اور روٹی روٹی پکار رہے ہیں۔ تاریخ میں یہ واقعہ آتا ہے اور لوگ اسے پڑھ کر ہنستے ہیں کہ وہ ملکہ کس قدر احمق تھی۔ اس نے کہا اگر ان لوگوں کو روٹی نہیں ملتی تو کیک کھا لیں۔ اُس احمق کو یہ پتا نہیں تھا کہ جس شخص کو روٹی نہیں ملتی اُسے کیک تو کسی صورت میں نہیں مل سکتے۔ غرض فرانس میں جو بغاوت ہوئی وہ غرباء نے ہی کی تھی۔ روس میں جو بغاوت ہوئی اور جس کے نتیجہ میں بالشوازم قائم ہوئی وہ بھی غرباء ہی کے ذریعہ سے ہوئی۔ پھر جرمنی میں بغاوت ہوئی یہ بھی غرباء نے ہی کی تھی۔ اگر عوام

کی حالت خراب نہ ہوتی تو ہٹلر کسی صورت میں بھی ترقی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ حکومت اور امراء تمہارا خون چُوس رہے ہیں، وہ تمہارے ہمدرد نہیں ہیں۔ اس طرح وہ اس کے ہاتھ پر جمع ہو گئے۔ اس لیے اس نے اپنی پارٹی کا نام نیشنل سوشلسٹ رکھا۔ پھر اٹلی میں مسولینی آیا۔ وہ بھی پہلے سوشلسٹ تھا۔ اس نے اپنے نظام میں یہ چیز رکھی کہ ملک میں جو مزدوروں اور پیشہ وروں کی انجمنیں تھیں اُن سے حکومت کا انتخاب کرایا۔ غرض جب بھی کسی ملک میں عام بغاوت ہوئی ہے وہ بھوکوں سے ہوتی ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا تمہارے لیے خداتعالیٰ نے یہ رستہ کُھلا رکھا ہے۔ جب تمہارے بچے بھوکے ہوں گے تو وہ دولت پر قابض لوگوں کے خلاف بغاوت کر دیں گے۔ تم انہیں بھوکے مرنے دو کیونکہ اِسی میں تمہاری نجات ہے۔ تم اپنی نسل بڑھاتے جاؤ۔ جب تمہاری اولاد بھوکوں مرے گی تو خود اُٹھے گی اور حکومت پر قبضہ کرے گی لیکن میری ان باتوں کا اُس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ شاید یہ سمجھا کہ میں تو اِنہیں عقلمند سمجھ کر آیا تھا لیکن انہوں نے تو ملّاؤں والی باتیں شروع کر دی ہیں اور قرآن اور حدیث کو پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ آج تو یہ زمانہ تھا کہ گاندھی جی کی تعلیم اور فلسفہ کو پیش کیا جاتا، یورپین تہذیب اور تعلیم کو پیش کیا جاتا۔ مگر یہ تو کہیں کے کہیں چلے گئے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کا راز انہی دو چیزوں میں مضمر ہے کہ تبلیغ کی جائے اور کثرتِ ازدواج سے اولاد کو بڑھایا جائے۔ تبلیغ سے ایک یہ فائدہ بھی ہوگا کہ مسلمان اپنی اصلاح کریں گے کیونکہ جب وہ دوسرے لوگوں کے پاس جائیں گے اور انہیں اسلام کی دعوت دیں گے تو وہ ان کی حالت کو دیکھ کر یہ کہیں گے کہ تم خود نماز نہیں پڑھتے، تم خود حج نہیں کرتے، تم خود زکوٰۃ نہیں دیتے، تم خود غرباء اور مساکین کا خیال نہیں رکھتے پھر تم ہمیں یہ تعلیم کس طرح دیتے ہو؟ اس پر تبلیغ کرنے والا شرمندہ ہوگا اور اپنی اصلاح کرے گا۔ پھر تبلیغ کے نتیجہ میں یہ بات لازمی ہے کہ دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح مسلمانوں کی تعداد بڑھے گی اور کثرتِ ازدواج سے تعداد اَور بھی بڑھے گی۔

پھر یہ بھی ایک قانون ہے کہ جب کوئی قوم بڑھنا شروع کرتی ہے تو دوسری قوم کی تعداد خود بخود کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ امریکہ میں یورپین گئے تو ان لوگوں کی آبادی روز بروز

بڑھتی گئی اور ریڈانڈینز جو پہلے لاکھوں کی تعداد میں تھے ان کی نسل ختم ہونے لگی۔ پہلے وہ لاکھوں کی تعداد میں تھے اور اب ان کی کُل تعداد اندازاً دس ہزار ہے۔ آسٹریلیا میں بھی یہی ہوا۔ تاریخ سے ہمیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ حکومت نے پرانے باشندوں کو قتل کر کے ختم کیا ہو لیکن آجکل وہ صرف چند درجن کی تعداد میں ہیں۔ غرض جب کوئی قوم بڑھنا شروع کر دیتی ہے تو دوسری قوم پر نفسیاتی اثر پڑتا ہے کہ اب ہم مرے اور واقع میں ان کی نسل کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ پس اگر مسلمانوں کی تعداد بڑھے گی تو قانونِ قدرت کے ماتحت جو ہر جگہ چل رہا ہے اور ہر ملک میں اس کا اثر نظر آتا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا دوسری اقوام کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی۔ ہم نے دنیا میں کہیں نہیں دیکھا کہ دونوں مخالف کیمپ ہوں اور پھر دونوں کی نسل بڑھ رہی ہو۔ جب بھی کہیں دو مخالف کیمپ ہوں گے ان میں سے ایک کی تعداد بڑھے گی تو دوسرے کی تعداد خودبخود کم ہونا شروع ہو جائے گی۔ تاریخی شواہد اس کے حق میں ہیں۔ مسلم لیگ کے بعض ممبر بجائے اس کے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکرگزار ہوتے کہ آپ اتنی اعلیٰ اور شاندار تعلیم لائے، بجائے اس کے کہ وہ صحابہؓ کی قدر کرتے کہ انہوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے دکھا دیا وہ خود مسلمان کہلانے کے باوجود حیا اور ایمان سے اتنے دور ہو گئے کہ انہوں نے تقاضا کیا کہ اب کثرتِ ازدواج کو حکماً روکا جائے۔ اگر اِس قسم کی حکومت قائم ہو جاتی تو معلوم نہیں وہ اسلام کے خلاف کیا کیا کرتی؟ عوام تو صرف نعرے لگاتے ہیں۔ ان کے سامنے کچھ بھی ہو وہ ''زندہ باد'' کا نعرہ لگا دیں گے۔

ایک دفعہ ایک امریکن نمائندہ ایشیا کے حالات معلوم کرنے کے لیے پاکستان آیا۔ وہ مجھ سے بھی ملنے آیا۔ وہ یہ دیکھنے آیا تھا کہ پاکستان میں اور ایشیا کے دوسرے ممالک میں کمیونزم کے پھیلنے کے امکانات کس حد تک ہیں۔ اس نے کہا مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ پاکستان میں کمیونزم پنپ نہیں سکتا۔ میں نے کہا اگر تم نے یہ نتیجہ نکالا ہے تو تم اپنے ملک کے لوگوں کو گمراہ کرو گے۔ اس نے کہا کیسے؟ پاکستان کے باشندوں کی اکثریت مسلمان ہے اور اسلام میں ایسے احکام پائے جاتے ہیں جو کمیونزم کو بڑھنے نہیں دیتے۔ میں نے کہا تم صحیح تحقیقات نہیں کر سکے۔ کمیونسٹ جب بھی شرارت کرائیں گے یہاں کرائیں گے۔ اس نے

کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہاں تو اکثر تعداد ایسے لوگوں کی پائی جاتی ہے جو مسلمان ہیں اور مذہباً کمیونزم کے خلاف ہیں اور کمیونسٹ نہایت تھوڑی تعداد میں ہیں۔ میں نے کہا آج دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جو دوسرے ملک کی مدد کے بغیر لڑائی جاری رکھ سکے۔ بھارت میں کمیونسٹ زیادہ ہیں اور پاکستان میں کم۔ بھارت کے کمیونسٹ پہلے پاکستان میں شرارت کرائیں گے تا کہ بوقت ضرورت ان کی مدد ہو سکے۔ لیکن اگر بھارت میں شرارت ہو تو چونکہ پاکستان میں کمیونسٹ بہت کم تعداد میں پائے جاتے ہیں اس لیے یہ بھارتی کمیونسٹوں کی مدد نہیں کر سکیں گے۔ پس اگر کوئی سیاسی تغیر واقع ہوا تو پہلے یہاں ہو گا پھر ہندوستان میں ہو گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیم بیشک موجود ہے لیکن اسلامی کہلانے والی جماعت ہی کمیونسٹ ہے۔ اس ملاقات سے پہلے یہ بات مشہور تھی کہ اسلامی جماعت کو کسی بیرونی ملک سے امداد ملتی ہے اور وہ بیرونی ملک امریکہ ہے۔ مسلم لیگ کے ایک سیکرٹری نے بھی مجھے بتایا کہ اسلامی جماعت کو امریکہ سے مدد آ رہی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں۔ دینے والا بتاتا تو نہیں لیکن اس امریکن کے سامنے جب میں نے یہ فقرہ کہا کہ یہاں ایک اسلامی جماعت کہلانے والی ہی کمیونسٹ ہے تو وہ بے ساختہ کہنے لگا امریکہ میں تو ہم انہی کو اسلام کا سب سے بڑا نمائندہ سمجھتے ہیں۔ اس سے میں نے معلوم کر لیا کہ اسلامی جماعت کے متعلق مشہور ہے کہ اُسے امریکہ سے مدد آ رہی ہے یہ درست ہے اور اب تو تازہ اطلاع نے اس کی اَور تصدیق کر دی ہے کہ ہمارے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اسلامی جماعت کا ایک وفد جو چار آدمیوں پر مشتمل ہے امریکہ کا مخفی دورہ کر رہا ہے۔

بہرحال میں نے اُس امریکن سے کہا آپ نے حالات کا پوری طرح معائنہ نہیں کیا۔ کسی سے بعض باتیں سُن لی ہیں اور اُنہی پر اعتبار کر لیا ہے۔ لیکن یہاں تو یہ حالت ہے کہ اس بات کا سوال ہی نہیں کہ اسلام میں کیا باتیں پائی جاتی ہیں۔ ہمارا تو ملک نعروں پر چل رہا ہے۔ مثلاً ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بلکہ کوئی شوشہ بھی منسوخ نہیں اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں قرآن کریم اور اسلام کی برتری ہے لیکن دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا ایک حصہ منسوخ ہے۔ اب تم کسی مُلّا کو کسی سٹیج پر کھڑا کر دو اور وہ یہ کہے کہ

دیکھو! یہ جماعت اِس بات کو مانتی ہے کہ قرآن کریم منسوخ نہیں، اس کا ہر حصہ قابلِ عمل ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں اس کا ایک حصہ منسوخ ہے۔ بولو! نعرہ تکبیر۔ تو اس پر سب حاضرین اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا نعرہ لگا دیں گے اور یہ نہیں سوچیں گے کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا یہاں تو لوگ بھوکوں مرتے ہیں۔ ایک مولوی کی ماہوار آمد تین ڈالر سے بھی کم پڑتی ہے۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ایک مولوی کی ماہوار آمد نو روپے ہے۔ اب ایک نو روپے لینے والا جسے لوگ ''کمّی'' سمجھتے ہیں اور جس سے اپنے مُردے نہلواتے ہیں اُس کی مذہبی حالت کیا ہو گی۔ ایسے شخص کو جو بھی کچھ دے گا وہ اُس کی ہاں میں ہاں ملا دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے کہ ایک مولوی سے میرے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔ ایک دن ایک شخص میرے پاس آیا اور اُس نے کہا آپ فلاں مولوی کی اتنی عزت کرتے ہیں حالانکہ وہ اتنا بے ایمان ہے کہ اُس نے فلاں عورت کا نکاح ایک دوسرے مرد سے پڑھ دیا ہے۔ حالانکہ اُس کا پہلا خاوند موجود ہے اور ابھی اُس نے اُسے طلاق نہیں دی۔ گویا نکاح پر نکاح پڑھ دیا ہے۔ میں نے کہا میں یہ بات نہیں مان سکتا۔ اُس شخص نے کہا اگر آپ کو شبہ ہو کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ غلط ہے تو آپ مولوی صاحب سے پوچھ لیں کہ آیا انہوں نے نکاح پر نکاح پڑھا ہے یا نہیں۔ میں نے یہ بات اپنے ذہن میں رکھی۔ کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب مجھ سے ملنے کے لیے آئے تو میں نے انہیں کہا میں نے آپ سے ایک بات کہنی ہے۔ کسی شخص نے آپ کے متعلق مجھ سے ایک بات بیان کی تھی۔ میں نے اس کی تردید تو کر دی تھی اور کہا تھا میں نہیں مانتا لیکن اُس نے کہا تھا آپ مولوی صاحب سے ہی پوچھ لیں۔ مجھے اعتبار تو نہیں کہ آپ نے ایسا کیا ہو، تاہم آپ سے ذکر کر دیتا ہوں۔ اُس نے مجھ سے آ کر کہا تھا کہ آپ نے ایک منکوحہ عورت کا نکاح جس کا پہلا خاوند زندہ ہے اور طلاق واقع نہیں ہوئی کسی دوسرے مرد سے پڑھ دیا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں۔ آپ میری بات بھی سن لیں۔ میں نے کہا فرمایئے۔ اس پر وہ کہنے لگا آپ خود ہی انصاف کریں کہ ''اُنہاں چڑی جِڈّا روپیہ کڈھ کے میرے ہتھ تے رکھ دتّا تے میں کی کردا''۔ یعنی جب انہوں نے میرے سامنے ایک چڑیا کے برابر روپیہ رکھ دیا تو میں نکاح

پڑھانے کے سوا اَور کیا کر سکتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرمایا کرتے تھے میں نے اُسی دن سے اُس سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے۔ اب جو مولوی اس حیثیت کے ہوں اُنہیں قابو میں لانا کونسی مشکل بات ہے۔ کمیونسٹ چند لوگ خرید لیں گے، چاہے وہ اسلامی جماعت کے ہوں یا کسی اَور جماعت کے۔ اور انہیں ہزار ہزار، دودو ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ دے دیں گے اور وہ دوسرے مولویوں کو اپنے ساتھ ملا لیں گے۔ اگر انہوں نے مولویوں کو بلایا اور انہوں نے دیکھا کہ بڑے بڑے لوگ کمیونسٹوں میں شامل ہیں اور ان لوگوں نے انہیں اپنے ساتھ کرسیوں پر جگہ دے دی تو وہ اسی میں خوش ہو جائیں گے۔ اگر وہ لوگ اس 9 روپے آمد والے مولوی سے یہ کہیں گے کہ تم یہ تقریر کرو کہ اسلام سے یہ ثابت ہے ''خدا کوئی نہیں'' تو وہ بڑی خوشی سے منبر پر آ کر تقریر کر دے گا کہ خدا کوئی نہیں۔ فلاں شخص کہتا ہے'' خدا ہے'' اور اُس کی یہ یہ صفات ہیں لیکن یہ بات اسلام کے خلاف ہے۔ بولو! نعرہ تکبیر۔ اور جاہل عوام فوراً اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا نعرہ لگا دیں گے۔ میں نے جب اُس امریکن سے یہ باتیں کیں تو وہ سخت حیران ہوا اور کہنے لگا میں تو نہایت اطمینان سے جا رہا تھا اور سمجھتا تھا کہ پاکستان میں کمیونزم کے پھیلنے کا کوئی امکان نہیں۔ میں نے کہا آپ کا اندازہ غلط ہے۔ یہاں کمیونزم بآسانی پھیل سکتا ہے اور اسے پھیلانا جماعت اسلامی اور بعض اُن کے تابع مولویوں نے ہے اور بھارت کے کمیونسٹوں نے ہندوستان سے پہلے یہاں بغاوت کروانی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اَور مولوی کا واقعہ بھی بیان کر دیتا ہوں۔ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتا تھا اور گو وہ احمدی نہیں تھا مگر اُسے آپ سے عقیدت تھی۔ وہ ایک دفعہ آپ کو ملنے کے لیے آیا اور اُس نے کہا مجھے آپ سے ایک شکوہ ہے۔ آپ نے یہ کیا کیا کہ وفاتِ مسیح کا اعلان کر دیا؟ آپ نے فرمایا اس میں غلطی کا کیا سوال ہے؟ خدا تعالیٰ کا حکم تھا میں نے اس کی تعمیل کر دی۔ اُس نے کہا آپ نے یہ خیال نہیں کیا کہ مولوی یہ بات سنیں گے تو آپ کی سخت مخالفت کریں گے۔ آپ نے پہلے انہیں قابو کر لینا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ کس طرح؟ اس نے کہا جب آپ نے وفاتِ مسیح کا اعلان کرنا تھا تو مولویوں کو ایک بہت بڑی دعوت دینی تھی اور یہ دعوت بھی لاہور یا دلّی جیسے

کسی شہر میں دینی تھی۔ اُس میں آپ اچھے اچھے کھانے پکواتے اور ہر مولوی کو کچھ نہ کچھ نذرانہ دیتے اور پھر اُن کے سامنے یہ مسئلہ رکھتے کہ اسلام پر ایک بھاری مصیبت آئی ہوئی ہے۔عیسائی ترقی کر رہے ہیں اور اسلام روز بروز تنزل میں جا رہا ہے۔ عیسائی اس تعلیم پر زور دیتے ہیں کہ ہمارا مسیح زندہ ہے اور آسمان پر بیٹھا ہے اور تمہارا نبی زمین میں مدفون ہے۔ اور یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ تمہارا اپنا عقیدہ بھی یہی ہے کہ مسیح دوبارہ آئے گا۔ مولویوں نے اس پر کہنا تھا کہ بات تو بڑی کٹھن ہے۔ آپ ہی کوئی تجویز بتائیں کہ اس مشکل کو کس طرح دور کیا جائے۔ آپ کہتے آپ لوگ علماء ہیں آپ ہی اس بات پر غور کر کے کوئی فیصلہ کریں۔ میں اس کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں۔ میری رائے تو یہی ہے کہ ہمیں اس غلط عقیدہ نے سخت نقصان پہنچایا ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان وجود بھی وفات پا گیا تو اَور کوئی موت سے کس طرح بچ سکتا ہے؟ اس پر مولویوں نے کہنا تھا کہ آپ بِسْمِ اللّٰہ کریں اور وفاتِ مسیح کا اعلان کر دیں۔ جب آپ ان کے منہ سے یہ بات کہلوا لیتے تو پھر دوسری بات یہ پیش کرتے کہ اگر ہم نے یہ کہا کہ مسیح مر گیا ہے اور آسمان پر زندہ موجود نہیں تو عیسائی کہیں گے وہ مسیح جس نے دوبارہ آنا تھا وہ کہاں سے آئے گا۔ آپ علماء ہیں آپ بتائیں کہ ہم اس اعتراض کا کیا جواب دیں گے؟ اس پر مولوی صاحبان نے پھر یہی کہنا تھا کہ آپ ہی بتائیں اس کا کیا جواب ہے۔ اس پر آپ پھر کہتے کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں آپ لوگ علماء ہیں جواب تو آپ ہی دے سکتے ہیں۔ اِس پر علماء نے تنگ آ کر خود ہی کہنا تھا کہ پھر ہم کہہ دیں گے کہ وہ مسیح اِسی امت سے آنا ہے۔ اس پر آپ کہتے کہ اگر انہوں نے یہ کہا کہ آمدِ مسیح کی علامات تو پوری ہو رہی ہیں۔ وہ مسیح کہاں ہے تو اس کا کیا جواب دیں؟ وہ پھر آپ سے کہتے کہ آپ جواب سمجھائیں۔ آپ پھر ان سے کہتے کہ نہیں یہ مقام آپ کا ہی ہے کہ آپ جواب دیں۔ اس پر پھر وہ خود کہتے کہ پھر آپ دعوٰی کر دیں کہ میں ہی وہ مسیح ہوں۔ اس طرح بغیر مولویوں کو اشتعال دلانے کے آپ کا کام ہو جاتا۔ اِس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور فرمایا **اگر یہ انسانی منصوبہ ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن یہ تو خدا تعالیٰ کا حکم تھا۔ اس میں انسانی تدبیر کا کوئی دخل نہیں۔**

پس حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کی حالت جہالت کی وجہ سے اس حد تک گر چکی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ کے نزدیک اسلام کی تعلیم یورپین طرزِ عمل کے سامنے قابلِ ندامت ہے۔ ان کے نزدیک ضروری ہے کہ مذہب کو یورپ کے طریقِ عمل کے مطابق بدل دیا جائے اور مسیحیت کی حکومت کو اسلام کے نام سے اس ملک میں قائم کیا جائے۔ گویا تعلیم یافتہ لوگ تو مغرب زدہ ہونے کی وجہ سے مغربیت کو قائم کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے علماء ناسمجھی کی وجہ سے دین کو جہالت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ ''دو ملّاؤں میں مرغی حرام''۔ ایک طرف تو مغرب زدہ لوگ ہیں اور ایک طرف علماء ہیں اور ان میں سے ایک یورپ کے طرزِ عمل کو ملک میں جاری کرنا چاہتا ہے اور دوسرا نادانی اور جہالت کے طریق کو، اور اسلام بیچ میں خراب ہو رہا ہے۔

پس ابھی مشکلات باقی ہیں اور جس خدا نے انہیں وقتی طور پر ٹالنے کے سامان مہیا کر دیئے ہیں وہ انہیں مستقل طور پر دور کرنے کے سامان بھی مہیا کر سکتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ پاکستان کا ہر ایک آدمی آج ہی اپنی اصلاح کر لے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان والے ایسی تعلیموں پر زور نہ دیں جن کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوں، جن کی وجہ سے صحابہ کرامؓ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوں۔ وہ اس قسم کے قانون نہ بنائیں جن کی وجہ سے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو مجرم قرار دیں۔ آخر ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زیادہ شادیاں کی تھیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں؟ حضرت عمرؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں؟ حضرت عثمانؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں؟ حضرت حسنؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں؟ اِسی طرح اَور اولیاء اور صوفیاء جو امت میں گزرے ہیں انہوں نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زیادہ شادیاں کی تھیں؟ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ اسلام کے اس قانون پر عمل کرنے کے سلسلہ میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں انہیں دور کیا جاتا

اور ایسے قوانین بنائے جاتے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے اسلامی احکام کو بدنام نہ کر سکتا۔ مثلاً جب ایک سے زائد شادیاں کی جاتی ہیں تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ پہلی بیوی کو کَالْمُعَلَّقَةِ چھوڑ دیا جاتا ہے اور دوسری بیوی کے ساتھ عیش منایا جاتا ہے۔ پہلی بیوی کے بچوں کی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی اور دوسری بیوی کے بچوں کو ہر قسم کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ایسی مثالیں ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں جو اپنے آپ کو قوم کا لیڈر سمجھتے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ایک مجلس قائم کی جائے۔ اس مجلس میں ہم ان لیڈروں کی مثالیں بیان کر دیں گے۔ پس ضرورت اِس بات کی تھی کہ ایسا قانون بنایا جاتا کہ اگر کوئی شخص اسلام کے احکام کے ماتحت ایک سے زیادہ شادیاں کرے گا تو اسے اپنی سب بیویوں میں انصاف کرنا پڑے گا۔ اسے پہلی بیوی اور اس کے بچوں کو بھی دوسری بیوی اور اس کے بچوں کے برابر خرچ دینا پڑے گا اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو ہم اسے سزا دیں گے۔

اسی طرح اسلام میں خلع کا قانون ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ مرد جب چاہتا ہے اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ لیکن عورت اگر چاہے تو خلع نہیں کرا سکتی۔ ہم نے اس قانون کو اپنی جماعت میں جاری کیا ہے۔ لیکن ہمارے اندر اِتنی طاقت نہیں کہ ہم اس قانون کو سارے ملک میں جاری کر سکیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے نفرت کرتی ہے تو وہ اُس سے الگ ہو سکتی ہے[2] کیونکہ تعلقاتِ زوجیت محبت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر محبت نہیں رہی تو وہ اپنے خاوند سے الگ ہو جائے۔ اگر مرد کہتا ہے کہ اس کی بیوی کے اس سے اچھے تعلقات نہیں تو رشتہ داروں کا ایک بورڈ بیٹھے گا اور وہ اس امر کی تحقیقات کرے گا۔ اگر اس کی بات درست ثابت ہوئی تو اُسے کہا جائے گا کہ تم اسے طلاق دے دو۔ اور اگر عورت کہتی ہے کہ اس کے خاوند کے اس سے اچھے تعلقات نہیں تو اس طرح کا ایک بورڈ عورت کے متعلق بیٹھے گا جو معاملہ کی تحقیقات کرے گا اور اگر واقعہ درست ثابت ہوا تو عورت کو خلع کی درخواست قضا میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

پس یہاں اس قسم کے قوانین بننے چاہیے تھے کہ اسلامی احکام کا ناجائز استعمال نہ ہو۔ ہمارے ملک میں عام رواج ہے کہ معمولی سے جھگڑے پر وہ اپنی بیوی کو کہہ دیتے تھے

تمہیں تین طلاق، تمہیں تین ہزار طلاق، تمہیں تین کروڑ طلاق، تمہیں تین ارب طلاق۔ یہی رواج حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی عربوں میں ہو گیا۔ اب ملّاں کہتا ہے کہ مرد کے تین طلاق کہنے پر تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اسلام نے اس بیوقوفی کی اجازت نہیں دی بلکہ اس طریق کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ جس طُہر میں خاوند بیوی کے پاس نہ گیا ہو اُس طُہر میں طلاق دی جائے۔ اگر یہ امر ثابت ہو جائے کہ اس طُہر میں وہ اپنی بیوی کے پاس گیا تھا تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔ پھر آجکل کا ملّاں کہتا ہے کہ تین دفعہ یکدم طلاق دینے کے بعد عورت سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اگر ایک عورت کو دس ہزار دفعہ بھی یکدم طلاق دے دی جائے تو وہ ایک ہی طلاق شمار کی جائے گی اور اس کے بعد عدّت میں اسے رجوع کا اختیار حاصل ہو گا۔ اگر مرد اس عرصہ میں رجوع نہیں کرتا اور عدت گزر جاتی ہے تو عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی اور دوبارہ تعلق صرف نکاح سے ہی قائم ہو سکے گا۔لیکن اگر نکاح کے بعد مرد پھر کسی وقت عورت کو طلاق دے دیتا ہے اور عدت میں رجوع نہیں کرتا تو یہ دوسری طلاق ہو گی۔اس کے بعد بھی نکاح کے ذریعہ مرد و عورت میں تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن ان دو نکاحوں کے بعد اگر پھر وہ کسی وقت غصہ میں طلاق دے دیتا ہے اور عدّت میں رجوع بھی نہیں کرتا تو اس کے بعد اسے اپنی بیوی سے نکاح کی اجازت نہیں ہو گی۔ جب تک وہ اَور نکاح مکمل نہ کرے۔ اور درحقیقت اس قسم کی دوطلاقوں کے بعد کوئی پاگل ہی ہو گا جو تیسری طلاق دے۔ اور اگر وہ دیتا ہے اور پھر عرصہ عدّت میں رجوع بھی نہیں کرتا تو شریعت اس عورت کے ساتھ اسے نکاح کی اجازت نہیں دیتی۔لیکن آجکل کے ملّا منہ سے تین طلاق کہہ دینے پر ہی اس عورت کو مرد پر حرام کر دیتے ہیں اور دوبارہ نکاح کو ناجائز قرار دے دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس قسم کے واقعات کثرت سے ہوئے تو آپ نے فرمایا اب اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دے گا تو میں سزا کے طور پر اس کی بیوی کو اُس پر ناجائز قرار دے دوں گا۔ جب آپ پر یہ سوال ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایسا حکم نہیں دیا پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشا تھا کہ اِس قسم کی طلاقیں رُک جائیں۔ چونکہ تم اس قسم کی طلاق دینے سے

رُکتے نہیں اس لیے میں بطور سزا اس قسم کی طلاق کو جائز قرار دے دوں گا۔3 چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور آپ کا ایسا کرنا ایک وقتی مصلحت کے ماتحت تھا اور صرف سزا کے طور پر تھا مستقل حکم کے طور پر نہیں تھا۔

غرض مسلم لیگ پر بہت بڑی ذمہ داری تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ اس قسم کے قوانین کی طرف دستور ساز اسمبلی کو توجہ دلاتی جن کے ذریعہ اسلامی احکام پر عمل کرایا جاتا۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کی غلطیوں کی اصلاح کرتی اس نے شریعت کے احکام میں اصلاح کرنی شروع کر دی اور یہ فیصلہ کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مجرم ہیں۔ یہ کتنی افسوسناک اور شرمناک بات ہے۔ ایسی اسلامی حکومت پر ایک سچا مسلمان کس طرح ناز کر سکتا ہے؟ اگر پاکستان میں اِسی قسم کی اسلامی حکومت بنی ہے جس نے اسلامی احکام کو ردّ کرنا ہے اور انہیں ناجائز قرار دینا ہے تو ہم یہ تو نہیں کہیں گے کہ خداتعالیٰ ایسی حکومت کو بدل دے۔ خداتعالیٰ نے اس ملک میں دوسَو سال کے بعد مسلمانوں کو آزادی بخشی ہے، اس کے کھوئے جانے کی ہم کبھی خواہش نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ خداتعالیٰ اس قسم کے مسلمانوں کو عقلیں بخشے اور ملک کو ان کے فتنہ سے بچائے۔ بہرحال چونکہ ابھی خدشات باقی ہیں اس لیے تم دعاؤں میں لگے رہو تا خداتعالیٰ اسلام کو اِس قسم کے دشمنوں سے محفوظ رکھے اور ایسے لوگوں کو حکومت نہ دے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی مذمت کرنے والے اور ان پر گند اُچھالنے والے ہوں"۔ (الفضل 5 نومبر 1954ء)

1: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ۔ المجلد الثامن ۔ الجزء 16۔ صفحہ 203۔ حدیث نمبر 45581۔ کتاب النکاح ۔ حرف النون من قسم الافعال کتاب النکاح ۔ الترغیب فیه ۔ بیروت لبنان 1998ء میں "تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌبِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَة" کے الفاظ ہیں۔

2: صحیح البخاری کتاب الطلاق باب الخلع و کیف الطلاق فیه

3: صحیح مسلم کتاب الطلاق باب طلاق الثلاث